دن میں روزے کی نیت کرنے سے متعلق اہم مسئلہ

مجیب: ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

فتوی نمبر: Nor-13316

تاریخ اجراء: 16 رمضان المبارک 1445 ھ/27 مارچ 2024ء

دارالافتاء اہلسنت

(دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رمضان کے روزے میں زید کی سحری میں آنکھ نہیں کھلی، سحری کا وقت 4:10 پر ختم ہو رہا تھا جبکہ زید کی آنکھ صبح 7:00 بجے کھلی۔ زید نے اٹھتے ہی یوں نیت کی کہ میں ابھی سے روزے سے ہوں، جبکہ سحری کا وقت تو کافی پہلے ختم ہو چکا تھا۔ اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس صورت میں زید کا روزہ درست ادا ہو گیا؟

بِسۡمِ اللہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡجَوَابُ بِعَوۡنِ الۡمَلِكِ الۡوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَايَةَ الۡحَقِّ وَ الصَّوَابِ

جی نہیں! پوچھی گئی صورت میں زید کا روزہ ادا نہیں ہوا، بعد میں اس روزے کی قضا کرنا زید کے ذمے پر لازم ہے۔

تفصیل اس مسئلے کی یہ ہے کہ رمضان کے روزے کی نیت غروبِ آفتاب سے لے کر ضحوہ کبریٰ تک کی جا سکتی ہے، لیکن دن میں نیت کرتے ہوئے ضروری ہے کہ یہ نیت کرے کہ میں صبح صادق سے روزے سے ہوں، ورنہ اگر یوں نیت کی کہ میں ابھی سے روزے سے ہوں تو اس صورت میں روزہ ادا نہیں ہو گا۔ واضح ہوا کہ صورتِ مسئولہ میں زید کا وہ روزہ ادا نہیں ہوا، جس کی قضا کرنا زید کے ذمے پر لازم ہے۔

چنانچہ فتاوٰی عالمگیری وغیرہ کتبِ فقہیہ میں ہے: "وإذا نوى من النهار ينوي أنه صائم من أوله حتى لو نوى أنه صائم من حين نوى لا يصير صائما كذا في الجوهرة النيرة والسراج الوهاج۔" یعنی جب کوئی شخص دن میں روزے کی نیت کرے تو یوں نیت کرے کہ وہ اول وقت سے روزہ دار ہے، یہاں تک کہ اگر اُس نے یہ نیت کی کہ نیت کرنے کے وقت سے روزہ دار ہے تو وہ روزہ دار نہیں، جیسا کہ جوہرۃ النیرۃ اور سراج الوہاج میں مذکور ہے۔ (الفتاوٰی الھندیۃ، کتاب الصوم، ج 01، ص 196، مطبوعہ پشاور)

فتاوٰی شامی میں ہے:”قال في السراج: وإذا نوی الصوم من النهار ینوي أنه صائم من أوله حتی لو نوی قبل الزوال أنه صائم في حین نوی لا من أوله لا یصیر صائماً۔“یعنی صاحبِ سراج نے فرمایا کہ جب کوئی شخص دن میں روزے کی نیت کرے تو یوں نیت کرے کہ وہ اول وقت سے روزہ دار ہے، یہاں تک کہ اگر اُس نے زوال سے پہلے یوں نیت کہ وہ اِس وقت سے روزہ دار ہے، دن کی ابتدا سے روزہ دار نہیں تو وہ روزہ دار نہیں ہو گا۔
(ردالمحتار مع الدر المختار، کتاب الصوم، ج 03، ص 394، مطبوعہ کوئٹہ)

بہار شریعت میں ہے:”ادائے روزہ رمضان اور نذر معین اور نفل کے روزوں کے لیے نیّت کا وقت غروب آفتاب سے ضحوہ کبریٰ تک ہے، اس وقت میں جب نیّت کرلے، یہ روزے ہو جائیں گے۔۔۔۔۔ دن میں نیّت کرے تو ضرور ہے کہ یہ نیّت کرے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں اور **اگر یہ نیّت ہے کہ اب سے روزہ دار ہوں، صبح سے نہیں تو روزہ نہ ہوا۔**“ (بہار شریعت، ج 01، ص 967-968، مکتبۃ المدینہ، کراچی، ملتقطاً)

واضح رہے کہ ہر مسلمان عاقل وبالغ مرد وعورت پر حسبِ حال علمِ دین حاصل کرنا فرض ہے جس میں کوتاہی کرنا ،جائز نہیں۔ زید پر لازم ہے کہ فرض علوم اور خاص کر روزے کے متعلقہ ضروری مسائل سیکھنے میں اب تک جو اس نے کوتاہی کی ہے اس گناہ سے وہ اللہ عزوجل کی بارگاہ میں صدقِ دل سے توبہ کرے اور فی الفور فرض علوم کو حاصل کرنے میں مصروف ہوجائے تاکہ وہ آئندہ ایسی کسی شرعی غلطی سے محفوظ رہے۔

علم کی فرضیت سے متعلق ابن ماجہ کی حدیثِ پاک میں ہے:”طلب العلم فریضة علی کل مسلم“یعنی علم حاصل کرنا ہر مسلمان (مرد وعورت) پر فرض ہے۔(سننِ ابن ماجه، باب فضل العلماء وحثه، ج 01، ص 81، حدیث 224، بیروت)

علامہ عبد الرؤف مناوی علیہ الرحمہ مذکورہ بالا حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں:”ای مکلف وھو العلم الذی لا یقدر المکلف بالجھل بہ کمعرفة الصانع ومایجب لہ ومایستحیل علیہ ومعرفة رسلہ، **وکیفیة الفروض العینیة**۔۔۔الخ“یعنی مکلف پر اس علم کا حاصل کرنا فرض ہے جس سے جاہل رہنے کی شریعت نے اجازت نہ دی ہو جیسے ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کے لیے لازم و محال باتوں کی معرفت، اس کے رسولوں کی معرفت، نیز جو عبادت ہر ایک پر لازم ہو، اس کی کیفیت۔ کی معرفت حاصل کرنا (ہر مکلف پر فرض ہے)۔(فیض القدیر، حرف الھمزة، ج 01، ص 542، المکتبة التجاریة الکبری، مصر)

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فتاویٰ رضویہ میں ایک مقام پر ارشاد فرماتے ہیں: ”سب میں پہلا فرض آدمی پر اسی (علم اصول عقائد) کا تعلم ہے اور اس کی طرف احتیاج میں سب یکساں، پھر علم مسائل نماز یعنی اس کے فرائض و شرائط و مفسدات جن کے جاننے سے نماز صحیح طور پر ادا کر سکے، **پھر جب رمضان آئے تو مسائل صوم**، مالک نصاب نامی ہو تو مسائل زکوٰۃ، صاحب استطاعت ہو تو مسائل حج، نکاح کیا چاہے تو اس کے **متعلق** ضروری مسئلے، تاجر ہو تو مسائل بیع و شراء، مزارع پر مسائل زراعت، موجر و مستاجر پر مسائل اجارہ، وعلیٰ ہذا القیاس **ہر اس شخص پر اس کی حالت موجودہ کے مسئلے سیکھنا فرض عین ہے۔**“ (فتاوی رضویہ، ج 23، ص 624، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم